اسلامی علوم کے عوامی مرکز :-

مسلمانوں کے مکانات

از :- قاضی اطہر مبارکپوری

دینی تعلیم کی بہترین درس گاہ مسلمانوں کے گھر ہیں اور یہاں پر جو تعلیم دی جاتی ہے وہ بہت ہی کامیاب اور مفید ثابت ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے ہمیشہ دینی تعلیم کا انتظام اپنے گھروں میں کیا اور اپنے بچوں کو بہترین تعلیم دی حتیٰ کہ جب مکاتب و مدارس کا باقاعدہ رواج ہوا اور محلہ محلہ مسجدوں، مکتبوں اور مدرسوں میں تعلیم ہونے لگی اس وقت بھی گھر کی تعلیم جاری رہی اور اس سے بڑا فائدہ ہوا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کا سلسلہ پہلے کسی مسجد یا مدرسہ میں نہیں، جاری فرمایا بلکہ ایمان لانے والوں کو ان کے گھروں میں دی دلائی۔ چنانچہ مکہ مکرمہ میں جب حضرت عمرؓ کی بہن فاطمہ بنت خطابؓ اور ان کے بہنوئی سعیدؓ مسلمان ہوئے تو ان کی تعلیم کا بندوبست ان کے گھر میں کیا گیا، جہاں دو صحابی رسول خباب بن ارت اور دوسرے ایک صاحب تعلیم دیتے تھے، حضرت عمرؓ اپنے اسلام لانے کے سلسلے میں یہ واقعہ بیان کرتے ہیں۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسلمان ہونیوالوں کو
يجمع الرجل والرجلين اذا اسلما	ایک ایک دو دو کر کے کسی صاحب حیثیت مسلمان
عند الرجل به قوة يكونان معه يصيبان	کے پاس بھیجدیا کرتے تھے، اور یہ لوگ اس کے
من طعامه، وقد ضم إلى زوج اختي	ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے، چنانچہ آپ نے میرے

رجلین ممن اسلم، احدھما خباب ابن الارت، والاٰخر لم اقف علی اسمہ وانہ کان یختلف الیھا لیعلمھا القرآن [1]

بہنوئی کے پاس بھی دو آدمی بھیجے، ایک تو خباب بن ارت رضی تھے، دوسرے کا نام مجھے معلوم نہیں، اور خباب میرے بہنوئی اور بہن کے یہاں جاکر قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے،

یہ مکان یا اسلام کی پہلی خانگی درسگاہ حضرت ارقم کی ملکیت میں تھا۔ اور کوہ صفا پر واقع تھا۔ یہ مقام اس زمانہ میں دعوت اسلام اور تعلیم اسلام کا مرکز ٹھہرا۔ اور اسی زمانہ میں " دار الاسلام" کے نام سے مشہور ہوگیا [2]

حضرت عمرؓ نے بیان کیا ہے کہ جب وہ ان کے گھر پہونچے تو دیکھا کہ بہن اور بہنوئی دونوں بیٹھے ہوئے قرآن کا درس لے رہے تھے۔

کان القوم جلوسًا یقرؤن صحیفۃ معھم

یہ لوگ بیٹھے ہوئے صحیفہ پڑھ رہے تھے،

ابن ہشام نے بھی اس کی تصریح یوں کی ہے۔

وکان خباب بن الارت یختلف إلی فاطمۃ بنت الخطاب یقرئھا القرآن [3]

خباب بن ارت فاطمہ بنت خطاب کے یہاں جاکر ان کو قرآن پڑھاتے تھے،

اسی طرح مکی زندگی میں مستضعفین اسلام چھپ چھپا کر اپنے گھروں میں اور دار ارقم میں دین کی تعلیم حاصل کرتے تھے،

یہی "دار ارقم" مکی زندگی میں اسلامی تعلیم کا سب سے بڑا مرکز بنا۔ کفار قریش کے ظلم وستم سے تنگ آکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسی گھر میں پناہ لیتے تھے اور چھپ کر تعلیم وتعلم کا سلسلہ جاری فرماتے تھے، اسمیں تقریبًا چالیس صحابہ کرام قیام پذیر تھے جن میں مرد، عورتیں سب ہی شامل تھے۔

ارقم کے گھر کا یہ مدرسہ اسلامی تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتا ہے اور " دار الاسلام" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس مدرسہ کا نقشہ یہ ہے۔

(۱) طلبہ کی تعداد چالیس کے لگ بھگ تھی (۲) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور بھی کئی حضرات معلم ومدرس تھے جن میں حضرت خباب کا نام خاص طور سے مشہور ہے (۳) یہ مدرسہ بھی تھا اور دار الاقامہ بھی۔

(۴) طلبہ کے طعام کا انتظام یہ تھا کہ صاحب حیثیت صحابہ ان کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کیا کرتے تھے۔

---

[1] السیرۃ الحلبیۃ ج ۱ ص ۳۱۰ [2] تفصیل کیلئے المستدرک للحاکم ج ۳ ص ۵۰۲ دیکھئے۔ [3] سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۳۴۳

مکہ مکرمہ کے تعلیم یافتہ فضلائے صحابہ نے دوسرے مقامات پر تعلیم عام کی، مدینہ منورہ جاکر ہجرت سے پہلے ہی قرآنی تعلیم کا چرچا عام کردیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے عقبہ ثانیہ کے موقع پر اہل یثرب کے اصرار پر حضرت مصعب بن عمیرؓ کو معلم بناکر مدینہ روانہ فرمایا۔ آپ نے وہاں پہونچ کر حضرت سعد بن ضرارہ رضؓ کے گھر میں تعلیم قرآن کا باقاعدہ سلسلہ جاری کیا اور اس طرح تعلیم عام کی کہ چند ہی دنوں میں تقریباً انصار کے تمام قبائل مسلمان ہوگئے اور بہت کم گھر اسلام کی روشنی سے محروم رہے۔ معجم کبیر طبرانی کی ایک روایت میں تصریح ہے کہ

حتی قل دار من دور الانصار الا	انصار کا شائد ہی کوئی گھرانا ایسا رہا ہو جس کے
أسلم فیھا ناس، وأسلم اشرافھم	افراد مسلمان نہ ہوئے ہوں، شرفائے انصار
وأسلم عمرو بن الجموح وکسرت اصنامھم	مسلمان ہوئے، اور عمرو بن جموح مسلمان ہوئے،
فکان المسلمین أعز أھلھا وصلح	اور لوگوں نے اپنے اپنے بت توڑ ڈالے اور مدینہ میں
أمرھم [1]	مسلمان سب سے معزز بن گئے اور ان کے معاملات
	درست ہوگئے۔

ہجرت سے پہلے جن گھروں میں تعلیم ہورہی تھی ان میں "دار سعد بن ضرارہ" کی طرح "دار سعد بن خیثمہ" بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے، چونکہ حضرت سعد بن خیثمہ مجرد تھے، گھر میں بیوی بچے نہیں تھے اس لئے جو مہاجرین مدینہ میں مجرد تھے اور ان کے بال بچے مکہ میں تھے ان کے لئے آپ کا یہ مکان مدرسہ اور دارالاقامہ تھا۔

اسی طرح مدینہ کے اور کئی مکانوں میں ہجرت سے پہلے باقاعدہ قرآن کی تعلیم ہورہی تھی۔ بنو نجار، بنو عبد الاشہل بنو ظفر اور بنو عمرو بن عوف کے محلے اور ان کے گھر خاص طور سے تعلیم کے مرکز تھے، مدینہ کی ان خانگی درسگاہوں کی اس قدر شہرت ہوئی کہ ان کے معلم کو مقری کا لقب مل گیا اور ان کو باقاعدہ معلم اور مقری کے لقب سے پکارا جانے لگا چنانچہ حضرت مصعب بن عمیر رضؓ جب مدینہ سے تعلیمی خدمات انجام دے کر مکہ واپس آئے تو مقری کے خطاب سے پکارے جانے لگے تھے۔

ورجع مصعب الی النبی صلی اللہ علیہ	مصعب مدینہ سے لوٹ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
وسلم وکان یدعی المقری [1]	کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کا لقب مقری
	پڑچکا تھا۔

حضرت براء بن عازب کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدینہ میں تشریف آوری سے پہلے ہی

---

[1] معجم کبیر طبرانی بحوالہ مجمع الزوائد ج ۶ ص ۴۸

.یں نے طِوال المفصل کی سورتیں زبانی یاد کرلی تھیں۔

اس کے بعد جب تمام صحابہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے اور ہر ہر مسجد میں تعلیم کا باقاعدہ انتظام ہو گیا اس وقت بھی انصار کے گھروں میں تعلیم کا انتظام تھا، اور اصحاب صفہ تک ان کے یہاں تعلیم حاصل کرنے جایا کرتے تھے، حتیٰ کہ باہر سے آنیوالے بعض وفود کی تعلیم بھی انصار ہی کے گھروں میں ہوا کرتی تھی، صحابہ کرام میں انصار اس کام کے لئے مشہور و منتخب تھے۔

باہر سے آکر مسلمان ہونے والے وفود کی تعلیم کے لئے یا تو ان ہی میں سے ایک شخص کو جو قرآن جانتا تھا معلم بنا دیا جاتا، یا پھر جامعہ صفہ کے فارغین اور جماعت قراء میں سے آدمی ساتھ کر دیا جاتا جو ان کی بستیوں جا کر ان کے گھروں پر تعلیم دیتا، اور اگر مسجد بن جاتی تو اس میں تعلیم کا انتظام کیا جاتا۔ اس طرح ملک عرب کے مختلف علاقوں اور قبائل میں گھریلو مکاتب کا رواج عہد رسالت میں عام ہو گیا تھا۔ جن میں دین کی مکمل تعلیم دی جاتی تھی

بعد میں جب مساجد و جوامع میں تعلیم کا مستقل انتظام ہو گیا اور ہر شخص آسانی سے ان میں جا کر کتاب وسنت کا درس لینے لگا تو بہت سے علماء نے ان ہی مرکزوں میں تعلیم و تدریس کا سلسلہ شروع کیا، مگر اس کے باوجود گھروں میں پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ جاری رہا۔ اور علوم نبوت کے طالب اساتذہ و شیوخ کے گھروں پر حاضر ہو کر تعلیم حاصل کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ کا بیان ہے

كنت اسمع بالرجل عنده الحديث فآتيه فاجلس حتى يخرج فأسأله ولو شئت ان استخرجه لفعلت [1]	جب میں سنتا کہ فلاں شخص کے پاس حدیث ہے تو اس کے مکان پر جا کر بیٹھا رہتا اور جب وہ نکلتا تو دریافت کرتا۔ حالانکہ اگر میں اسے بلانا چاہتا تو فوراً بلا لیا کرتا۔

حضرت ابن عباس کا حلقۂ درس مسجد حرام میں زم زم کے قریب ہوتا تھا مگر آپ کا گھر بھی طالب علموں سے معمور رہا کرتا تھا اور عراق وغیرہ تک کے طلبہ بڑی تعداد میں گھر پر تعلیم حاصل کرنے آیا کرتے تھے، اس موقع ایک واقعہ سننے کے قابل ہے، ایک دن عبداللہ بن صفوان نامی ایک شخص حضرت عبداللہ بن عباس کے مکان کے پاس سے گذرا تو دیکھا کہ فقہ کے طلباء کی ایک جماعت گھر میں موجود ہے اور پھر آپ کے بھائی عبیداللہ بن عباس کے مکان کے پاس سے گذرا

[1] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۳۵

تو دیکھا کہ کھانا لینے کے لئے ایک جماعت موجود ہے۔ یہ زمانہ حضرت عبداللہ بن زبیر کی مکہ میں خلافت کا تھا اس شخص نے حضرت ابن زبیر کے پاس جاکر کہا کہ آپ شاعر کے اس شعر کے مصداق بن گئے ہیں۔

فان تصبك من الايام قارعة ✣ لم نبك منك على دنيا ولا دين

یعنی اگر آپ کو کوئی مصیبت پہونچ جائے تو ہم آپ کے نہ ہونے سے دین و دنیا کی کسی ضرورت کیلئے نہیں روئیں گے۔

یہ سن کر ابن زبیر نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے اس نے کہا کہ عباس کے دونوں صاحبزادوں میں سے ایک لوگوں کو دین کی تعلیم دیتا ہے اور دوسرا لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے، انھوں نے آپ کے لئے عزت و شہرت کا کوئی کام نہیں چھوڑا حضرت ابن زبیر نے عبداللہ بن مطیع کو بلایا اور کہا کہ حضرت عباس کے دونوں صاجزادے عبداللہ اور عبید اللہ سے جاکر کہو کہ امیر المومنین کا حکم ہے کہ آپ دونوں حضرات یہاں سے نکل جائیں نیز وہ لوگ بھی جو اہل عراق سے آپ دونوں کے یہاں آکر رہتے ہیں ورنہ پھر ایسا ایسا کروں گا۔ یہ پیغام سن کر حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ ہمارے یہاں صرف دو قسم کے آدمی آتے ہیں ایک فقہ کے طالب علم اور دوسرے فضل و کرم کے طالب۔ آپ خود ہی بتائیں ان دونوں چیزوں میں سے کس کو روکیں گے؟[1]

یہ زمانہ سخت فتنہ کا تھا، شام، عراق۔ اور حجاز کا امن و امان ہر وقت خطرے میں رہتا تھا حضرت ابن زبیر کو خطرہ تھا کہ کہیں اہل عراق یہاں پر جمع ہو کر کوئی سازش نہ کریں۔ اس واقعہ سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضؓ کے مکان پر بیرونی طلبہ کی کس قدر بھیڑ رہتی تھی، اوران کا حلقۂ درس کتنا وسیع تھا۔ حضرت نافع مولی ابن عمرؓ کا گھر بھی اہل مدینہ کا دار العلم تھا اور وہاں پر طلبہ حاضر ہو کر علم حاصل کرتے تھے، امام مالکؒ کا بیان ہے۔

كنت آتي نافعا وانا غلام حديث السن معي غلام فينزل ويحدثني۔	میں نوعمری میں ایک ملازم کو ساتھ لیکر نافع کے گھر پر جاتا تھا تو وہ مجھ سے حدیث بیان کیا کرتے تھے۔

امام مالکؒ کی نشست ان کے گھر میں ہوا کرتی تھی جہاں مشرق و مغرب کے طالبان علم آتے اور چشمہ علم سے سیراب ہوتے، آپ کے مکان سے جاہ و جلال ٹپکتا تھا، عبدالرحمن بن واقد کا بیان ہے کہ میں نے مدینہ منورہ میں امام مالک کا دروازہ دیکھا ہے جیسے وہ کسی امیر و حاکم کا دروازہ ہے۔ امام مالک کے کاشانہ کی یہ درسگاہ بڑی پر وقار اور باعظمت ہوا کرتی تھی۔

وكان يجلس في منزله على ضجاع له ونمارق	آپ اپنے گھر میں اپنے گدوں پر بیٹھا کرتے تھے اور

---

[1] نکت الهميان ص۱۸۱

مطرحة يمنة ويسرة لمن يأتيه۔ آنے والوں کے لئے دائیں بائیں تکیے اور مسند پڑے رہا کرتے تھے۔

آپ کے گھر کی یہ علمی مجلس علم وحلم اور وقار کی مجلس ہوتی تھی، آپ بہت ہی بارعب اور باوقار شخص تھے، مجلس درس میں کسی قسم کا شور اور مذاق نہیں ہوتا تھا اور نہ ہی کوئی آواز بلند کر سکتا تھا۔ جب تک ایک حدیث کو اچھی طرح بیان نہ فرمالیتے دوسری حدیث کے سوال کا جواب نہیں دیتے، کبھی کبھی کسی طالب علم سے پڑھنے کو کہتے، حبیب نامی آپ کے کاتب خاص تھے جنھوں نے آپ کی کتابوں کو لکھا تھا۔ وہی عام طور سے طلبہ کی جماعت کے سامنے پڑھتے اور جب کہیں غلطی کرتے تو امام صاحب ان کو لقمہ دیتے۔ حاضرین مجلس میں سے کسی کی مجال نہ تھی کہ آپ کے قریب ہو یا اپنی کتاب میں دیکھے، اور نہ ہی رعب وجلال کی وجہ سے سوال کرنے کی ہمت رکھتا تھا۔

آپ کی تشریف آوری سے پہلے عود واگر سلگایا جاتا۔ اور جگہ جگہ پنکھے رکھے جاتے۔ آپ اندر سے کپڑے بدل کر اور خوشبو لگا کر نہایت حلم ووقار کے ساتھ آتے اور صدر مجلس میں بیٹھ جاتے، آپ نہایت نفاست پسند، خوش پوش اور باذوق تھے۔

اسی مجلس میں ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید اپنے دونوں لڑکوں کو لیکر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ خود ہمیں حدیث پڑھکر سنائیے، آپ نے فرمایا کہ مدت سے میں نے کسی کو پڑھ کر نہیں سنایا ہے، بلکہ لوگ میرے سامنے حدیث پڑھتے ہیں۔ یہ سن کر ہارون رشید نے کہا کہ اچھا آپ حاضرین مجلس کو باہر نکال دیں تاکہ میں خود آپ کے سامنے پڑھوں، آپ نے فرمایا کہ اگر بعض خاص لوگوں کی خاطر عام لوگوں کو روک دیا جائے گا تو خاص لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا، یہ کہکر آپ نے معن بن عیسیٰ کو پڑھنے کا حکم دیا اور ہارون رشید نے مع دونوں صاحبزادوں کے طلبہ کی صف میں بیٹھ کر سماع کیا۔

مشہور تابعی عالم حضرت محمد ابن شہاب زہری مدنی جو اپنے مکان میں درس دیا کرتے تھے اور دنیا بھر سے لوگ آآکر فیضیاب ہوتے تھے، امام معمر بن راشد بصریؒ آپ کے تلامذہ میں ہیں، ایک مرتبہ لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ نے ابن شہاب سے کس طرح حدیث کا سماع کیا؟ انھوں نے جواب دیا کہ میرے آقا نے ایک کام سے مجھے مدینہ بھیجا۔

نقدمت المدینة فنزلت دارًا فرأیت شیخا، والناس یعرضون علیه العلم فعرضت معهم۔ میں مدینہ آکر ایک مکان میں اترا دیکھا کہ ایک شیخ کے سامنے لوگ احادیث پڑھ رہے ہیں، میں نے بھی ان کے ساتھ پڑھنا شروع کر دیا۔

حافظ حدیث امام ابوالاحوص سلام بن سلیم کوفیؒ بڑے متبع سنت اور عابد وزاہد محدث تھے، ان کا گھر محدثین سے بھرا رہتا تھا اور اطراف و اکناف کے علماء درس حدیث کے لئے وہاں آتے تھے، وہ اپنے حلقۂ درس سے ایسے لوگوں کو اٹھا دیتے تھے جن کے بارے میں معلوم ہو جاتا کہ ان کو صحابہؓ سے نفرت ہے۔

کان اذا ملئت دارہ من الحدیث یقول لابنہ انظر من رأیتہ یشتم الصحابۃ فاخرجہ۔	جب ان کا مکان محدثین سے بھر جاتا تو اپنے صاحبزادے سے فرماتے کہ دیکھو ان میں جو صحابہ کو سب و شتم کرتا ہو اسے نکال باہر کرو۔

امام عبدالرحمٰن بن مہدی بصریؒ مشہور حافظ حدیث اور امام جرح و تعدیل ہیں۔ ان کے گھر پر جو مجلس درس ہوتی تھی اس میں دین و دنیا دونوں کی باتیں ملتی تھیں۔ ایوب بن متوکل کا بیان ہے۔

کنا اذا اردنا ان ننظر الی الدین والدنیا ذھبنا الی عبدالرحمٰن بن مھدی۔	جب ہم دین و دنیا کو یکجا دیکھنا چاہتے تو ابن مہدی کے گھر پر چلے جاتے تھے۔

ان کی مجلس درس بڑی پر شکوہ و بارعب ہوا کرتی تھی، آپ درسگاہ میں نہ فضول کرتے تھے، نہ قلم تراشتے تھے، اور نہ اٹھا بیٹھا کرتے تھے، طلبہ کی خاموشی اور سکون کا حال یہ تھا کہ گویا ان کے سروں پر چڑیا ہے یا وہ نماز میں ہیں۔۔۔۔۔

امام ابوالحسن علی بن جعد ہاشمی بغدادیؒ، زبردست حافظ حدیث تھے، مجلس درس میں زبانی احادیث کا املاء کرتے تھے، آپ کے گھر میں درس و تدریس اور بحث و تحقیق کی مجالس ہوا کرتی تھیں۔ بسا اوقات محدثین کی جماعت اچانک ان کے گھر چلی جاتی تو فوراً کھانے کا انتظام ہوتا پھر فراغت کے بعد علمی مباحث شروع ہوتے۔ چنانچہ خلف بن سالم کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں اور امام احمد، اسحٰق اور ابن معین۔ علی بن جعد کے گھر پہونچے، انھوں نے اپنی کتابیں ہمارے سامنے لاکر رکھ دیں۔ اور خود اندر چلے گئے، ہم لوگوں نے خیال کیا وہ اندر ہمارے کھانے کا انتظام کر رہے ہیں اس لئے فرصت سمجھ کر کتابیں دیکھنے لگے تو ان کی تمام کتابوں میں ہمیں صرف ایک غلطی ملی، جب ہم لوگ کھانا کھاکر فارغ ہو گئے تو علی بن جعد نے کہا لاؤ کیا ہے؟ پھر جو احادیث ہم نے لکھی تھیں ان سب کو زبانی بیان کر دیا۔

امام ابوعبداللہ محمد بن رافع قشیری نیشاپوریؒ کے متعلق جعفر بن احمد کا بیان ہے کہ میں نے محدثین میں ان سے زیادہ بارعب کسی کو نہیں دیکھا۔ ان کا حلقۂ درس ان کے گھر میں صنوبر کے درخت کے نیچے ہوا کرتا تھا اور علماء ان کے سامنے

حسب مراتب بیٹھتے تھے، امیر طاہر کی اولاد بھی اپنے حشم و خدم کے ساتھ اس میں شریک ہوتی تھی اور سب پر اس طرح خاموشی طاری ہوتی تھی جیسے ان کے سروں پر پرند بیٹھا ہے۔ آپ خود کتاب لیکر پڑھتے تھے کسی کو بولنے کی مجال نہیں ہوتی تھی اور نہ کوئی شخص مسکرا سکتا تھا اگر کوئی بلا وجہ بولتا تو مجلس سے اٹھ جاتے تھے [1]

ابو الحسن علی بن احمد طبیب بغدادی علم طب اور ادب میں مشہور تھے۔ دنیاوی اعتبار سے بھی صاحب عزت و جاہ تھے لوگ ان کے گھر پر آکر ان سے پڑھتے تھے،

وکان الناس یاتونہ الی منزلہ ویقرؤن علیہ۔ لوگ ان کے گھر پر آکر ان سے پڑھا کرتے تھے۔

قاضی القضاۃ بدر الدین ابو عبد اللہ کنانی حموی شافعیؒ قاضی اور محدث و فقیہ ہونے کے ساتھ زبردست خطیب، انشا پرداز بھی تھے، مناصب جلیلہ پر فائز تھے، مصر میں جامع ناصری کے پاس ان کا مکان تھا جس میں حدیث کا درس ہوا کرتا تھا اور محدثین کی جماعت سماع و اجازت کے لئے حاضر ہوتی تھی، چنانچہ صلاح الدین صفدیؒ نے علماء کی ایک جماعت کے ساتھ اسی گھر میں آپ سے حدیث کا سماع کیا تھا [2]

امام ابو عبید اللہ محمد بن عمران مرزبانیؒ محدث اور اخباری و ادیب تھے، بہت سی کتابوں کے مصنف تھے۔ ان کے اساتذہ و شیوخ ان کے مکان پر آتے اور وہ ان سے تعلیم حاصل کرتے اور ان کو معلومات بھی بہم پہونچاتے، اس طرح گویا علمی تذکرہ ہوا کرتا تھا۔

وکان اشیاخہ یحضرون عندہ فی دارہ فیسمعھم ویسمع منھم۔ ان کے اساتذہ ان کے گھر پر جاتے اور وہ ان کو احادیث سناتے اور ان سے احادیث سنتے۔

آپ کے مکان پر ہمیشہ ارباب علم و فن اور اہل کمال کی جماعت رہا کرتی تھی، اور اس شب باشی کے لئے لحاف اور بستر وغیرہ کا مکمل انتظام رہتا تھا۔

وکان عندہ خمسون ما بین لحاف ودواج معدۃ لاھل العلم الذین یبیتون عندہ [2] ان کے پاس پچاس عدد لحاف اور بستر تھے یہ ان اہل علم کے لئے تیار رکھے جاتے تھے جو ان کے یہاں رات کو رہتے تھے۔

جب عضد الدولہ ان کے گھر کے سامنے سے گذرتا تو دروازے پر کھڑا ہو جاتا یہاں تک کہ آپ باہر آتے تو سلام کرکے

[1] ان واقعات کے لئے تذکرۃ الحفاظ میں ان حضرات کے حالات میں ملاحظہ ہوں۔ [2] نکت الہمیان ص ۲۰۵ و ص ۲۳۵

فجعل الناس یرمون بالخواتیم والدراھم والکسوۃ بین یدیہ۔ | یہ سن کر لوگ انگوٹھیاں، پیسے، اور کپڑے ابوعثمان کے سامنے ڈالنے لگے۔

یہ حال دیکھ کر شیخ ابوبکر مستملی مجمع کے سامنے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ میں ہی وہ شخص ہوں جس کی بدحالی کا ذکر ابوعثمان نے ابھی بیان کیا ہے۔ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ کسی دوسرے پر اس کا شبہہ جائے گا اور شبہہ کرنے والا غلطی کریگا تو میں یقیناً اس چیز کو چھپائے رکھتا جسے اللہ تعالیٰ نے چھپایا ہے، یہ کہکر ابوعمرو مستملی نے تمام عطیات لے لئے اور جامع مسجد کا رُخ کیا اور جب اس کے دروازے پر پہونچے تو سب کچھ فقراء و مساکین کو دیدیا۔

حافظ حدیث ابوبکر محمد بن نصر جارودیؒ شیخ وقت تھے، ان کا خاندان علمائے احناف کا مرکز تھا، امام محمد بن یحییٰ ذہلی اپنی جلالتِ شان کے باوجود تصنیف و تالیف میں عبارت و عربیت میں ان سے مدد لیتے تھے اور ان کے گھر ہی پر رات بھی گذارتے تھے[۱]

امام قاضی ابوعبداللہ حسین بن اسماعیل محاملی بغدادی، ساٹھ سال تک کوفہ کے قاضی تھے، حافظ حدیث ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے عابد و زاہد تھے، ان کی مجلس درس و املاء میں دس دس ہزار طالب علم جمع ہوتے تھے، قضا سے مستعفی ہو کر اپنے گھر میں فقہ کی مجلس درس قائم کی جس میں ارباب علم و نظر بڑی تعداد میں آتے تھے،

امام محاملی کا گھر اہل فضل و کمال کا مرکز تھا ابن جمیع غسانی کا بیان ہے کہ محاملی کے یہاں امام سفیان بن عیینہ کے ستر شاگرد رہا کرتے تھے[۲]

(۲ے تذکرۃ الحفاظ)۔